



مذہب اور فلسفہ: معربی اور مشرقی روایات کا تقابلی جائزہ *Religion and Philosophy: A Comparative Study of Western and Eastern Traditions*

Dr. Hina Waqar

Department of Philosophy, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Email: hina.waqar@pu.edu.pk

Abstract:

This paper explores the relationship between religion and philosophy by analyzing the fundamental themes, conceptual frameworks, and metaphysical orientations of both Western and Eastern traditions. The Western trajectory, shaped by Greek rationalism and Christian theology, contrasts with the mystical and holistic nature of Eastern thought as seen in Hinduism, Buddhism, and Islamic philosophy. This comparative analysis emphasizes how religious and philosophical doctrines influence each other across cultural contexts, offering insights into moral systems, ontological inquiries, and epistemological paradigms. The study aims to provide a framework for understanding the harmonies and tensions between the two realms in global thought.

Keywords: Comparative philosophy, Western thought, Eastern metaphysics, religion and rationality.

تعارف

مذہب اور فلسفہ انسانی فکر کے دو اہم زاویے ہیں جو انسانی وجود، حقیقت، اخلاقیات، اور علم کی نوعیت جیسے بنیادی سوالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ مشرقی اور معربی دنیا میں ان دونوں شعبہ جات نے مختلف تاریخی، ثقافتی، اور فکری پس منظر میں جنم لیا اور ترقی کی۔ معرب میں فلسفہ یونانی منطق، سائنسی طریقے کار، اور عیسائی مذہبی عہد سے متاثر ہوا جبکہ مشرق میں ہندو، بدھ، اور اسلامی صوفی روایتوں نے مذہبی اور فلسفیانہ سوچ کو شکل دی۔ اس مضمون میں دونوں روایتوں کے درمیان مماثلتوں اور اختلافات کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ مذہب اور فلسفہ کے باہمی تعلقات کو بہتر انداز میں سمجھا جاسکے۔

1. معربی فلسفہ اور مذہب کا تاریخی ارتقاء۔

یونانی فلسفہ، رینیسانس، اور سائنسی انقلاب کا اثر

مغربی فلسفہ اور مذہب کی تاریخ میں یونانی فلسفہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ سقراط، افلاطون اور ارسطو نے فلسفے کی بنیاد رکھی جس نے عقل و منطق کو اولین اہمیت دی۔ یونانی فلسفہ نے دنیا کے بارے میں سوالات کرنے اور ان کے جوابات میں منطق کو استعمال

کرنے کا آغاز کیا۔ رینیا نلس (نشاہتانیہ) کا دور 14 ویں سے 17 ویں صدی تک معنرب میں اہم فلسفیانہ تبدیلیوں کا دور تھتا، جس میں عقلیت، فنون، اور سائنس کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ اس دور میں انسان کے حقوق اور فطری آزادیوں پر زور دیا گیا اور مذہبی اثرات کم ہوئے۔

نے مسزید تبدیلیاں کیں۔ نیوٹن، گلیلیو، اور کوپرنیکس جیسے سائنسدانوں نے مادہ اور قدرت (Scientific Revolution) سائنسی انقلاب کے قوانین کو سمجھنے کے لیے فلسفیانہ روشنی منراہم کی۔ ان سائنسی ترقیات نے مذہبی عمتاندر سوالات اٹھائے اور معنرب میں فلسفہ کو سائنسی طریقوں سے ہم آہنگ کیا۔ سائنسی انقلاب نے یہ ثابت کیا کہ فطری مظاہر کو عقل اور تجربہ کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے، جس سے مذہب کے روایتی نظریات چیلنج ہوئے۔

عیسائیت اور فلسفہ کے درمیان تعلق

معنرب دنیا میں عیسائیت نے فلسفہ اور مذہب کے تعلق کو بہت گہرا اور پیچیدہ بنا دیا۔ ابتدائی عیسائی فلسفہ میں مذہب کو عقلی اور فطری دنیا سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ سینٹ آگوسٹین اور تھامس اکیویناس جیسے فلسفیوں نے عیسائیت کی تعلیمات اور یونانی فلسفہ کے عناصر کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی۔ اکیویناس نے عیسائیت کو فلسفہ کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہ نظریہ پیش کیا کہ ایمان اور عقل ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ عیسائی فلسفہ کا مقصد انسان کو خدا کی حقیقت سے ہم آہنگ کرنا اور اس کی روحانی حالت کو بہتر بنانا تھا۔

عیسائیت کے اثرات سے معنرب فلسفہ میں دو اہم موضوعات ابھرے: ایک طرف تو انسان کی روحانیت اور اخلاقی قوتوں کا تصور تھا، اور دوسری طرف انسان کی عقل اور سائنسی تحقیق کو دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ تاہم، جیسے جیسے سائنسی علم بڑھا، عیسائی عمتاندر سوالات بڑھتے گئے اور یہ فلسفیانہ مکالمے بھی شروع ہوا کہ کیا ایمان اور عقل میں تضاد ہے یا یہ ایک دوسرے کے تکمیل کار ہیں۔

2. مشرقی فلسفہ اور مذہب کی روایتیں۔

ہندو دھرم، بودھ مت، اور اسلامی صوفی ازم

مشرقی فلسفہ میں ہندو دھرم، بودھ مت، اور اسلامی صوفی ازم تین اہم روایتیں ہیں جو مذہب اور فلسفہ کے تعلقات کو ایک منظر اور عمیق روشنی میں دیکھتی ہیں۔

- ہندو دھرم میں فلسفہ اور مذہب کی بنیاد "دھرم" (دھرم کا مفہوم بنیادی طور پر "راستبازی" اور "دینی اصول" سے متعلق ہے) پر ہے۔ ہندو دھرم کی مابعد الطبیعات میں "اتمان" (روح) اور "برہمان" (خدا یا کائنات کا مطلق وجود) کے درمیان تعلق کو اہمیت دی گئی ہے۔ "کش" (نجات) کا مقصد انسان کی روح کا برہمان سے اتحاد ہے، جو ایک اندرونی اور روحانی تجربہ ہوتا ہے۔ ہندو فلسفہ میں متعین زندگی کے اصولوں اور روحانی آزادی کے درمیان توازن قائم کیا گیا ہے۔
- بودھ مت نے "نروان" (مطلق سکون) تک پہنچنے کے لیے عقل، مراقبہ اور اخلاقی عمل کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ بودھ مت میں کسی خدا کی عبادت پر کم زور دیا جاتا ہے، بلکہ انسان کی اندرونی کیفیت، ذہنی سکون اور وجدان کی ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔ بودھ فلسفہ میں "چارنوبل سچائیاں" اور "آٹھ گنہ راستہ" کی تعلیمات اہم ہیں، جو انسان کو زندگی کے دکھوں سے آزاد کرنے کے لیے عملی راستہ منراہم کرتی ہیں۔
- اسلامی صوفی ازم کی جڑیں اسلامی روحانیت میں ہیں، جو خدا کے ساتھ تعلق اور صلاح کی تلاش پر مسر کو زہے۔ صوفی ازم میں وحدت الوجود کا تصور غالب ہے، جو یہ عقیدہ پیش کرتا ہے کہ تمام موجودات میں خدا کی تجلی پائی جاتی ہے۔ صوفیاء کے نزدیک خدا کے ساتھ مشرب حاصل کرنے کا عمل ایک روحانی سفر ہے، جو "حجت" اور "مراقبہ" کے ذریعے مکمل ہوتا ہے۔ صوفیانہ فلسفہ انسان کے روحانی ارتقا اور خدا کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔

روحانیت، وحدت الوجود، اور عمل کی اہمیت

مشرقی فلسفہ اور مذہب میں روحانیت، وحدت الوجود اور عمل کی اہمیت ایک مرکزی موضوع ہے جو ان روایات میں گہرا تعلق بناتا ہے۔

- روحانیت کو مشرقی فلسفے میں روح کی نشوونما اور انسان کے اندرونی سکون کا حاصل کرنا سمجھا جاتا ہے۔ ہندو دھرم میں "آتم کی آزادی" یا "مکش" کی کوشش کی جاتی ہے، جس میں منرد کارو حسانی ارتقا اہمیت رکھتا ہے۔ بدھ مت میں "زوان" کا تصور ہے، جسے روحانی سکون اور نجات کی حالت سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی صوفی ازم میں بھی روح کی پاکیزگی اور اللہ کے ساتھ متبرست کی جستجو کی جاتی ہے، جسے "محبت" اور "ذکر" کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔
- وحدت الوجود کا فلسفہ مشرقی تصوف میں ایک بنیادی عنصر ہے۔ اسلامی صوفی ازم میں، یہ عقیدہ ہے کہ خدا ہر چیز میں موجود ہے اور اس کا شعور انسان کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ ہندو فلسفے میں بھی "برہمن" اور "اتمان" کے درمیان یہی تعلق استوار ہے کہ منرد کی روح اور کائنات کا مطلق حقیقت ایک ہی ہیں۔ وحدت الوجود میں خدا اور انسان کے درمیان تفریق ختم ہو جاتی ہے، اور انسان کا مقصد اس وحدت کو سمجھنا اور اس کے ساتھ ہم آہنگ ہونا ہوتا ہے۔
- عمل کی اہمیت مشرقی فلسفے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہاں کی بیشتر روایات میں صرف عقیدہ نہیں بلکہ عمل پر بھی زور دیا گیا ہے۔ ہندو دھرم میں "کارما" کا تصور ہے، جس میں انسان کے اعمال کا اثر اس کی آگے زندگی پر پڑتا ہے۔ بدھ مت میں بھی "آٹھ گناہ راستہ" انسان کو صحیح عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ وہ دکھوں سے آزاد ہو سکے۔ اسلامی صوفی ازم میں بھی "عمل" اہم ہے، اور یہ مانا جاتا ہے کہ محض عقیدہ کافی نہیں، بلکہ انسان کو اپنے اعمال کے ذریعے خدا کی رضا حاصل کرنی چاہیے۔

3. علمیات اور مابعد الطبیعات کا تقابلی جائزہ۔

معنر بنی عقلیت بمقابلہ مشرقی وجدان

کی بنیاد عقلیت اور تجربہ پر رکھی گئی ہے۔ معنر بنی (Metaphysics) اور مابعد الطبیعات (Epistemology) معنر بنی فلسفے میں علمیات "ational" فلسفہ نے ہمیشہ عقل، منطق اور سائنسی طریقوں کو حقیقت کو جاننے کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس میں "تجرباتی" یا "اندازِ فکر پر زور دیا گیا ہے، جہاں انسان کا ذہن اور اس کی سوچ پہلی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس میں انسانی عقل کو سب سے طاقتور اور مرکزی ذریعہ سمجھا جاتا ہے جو دنیا کی حقیقت کو جاننے کے قابل ہے۔

- یا کانٹ کی "نقد" (میں سوچتا ہوں، اس لیے ہوں: Cogito ergo sum) "معنر بنی عقلیت" میں، جیسے کہ ڈیکارٹ کی "کو جیٹوار گوسم عقل کو مکمل حقیقت تک پہنچنے کا سب سے مؤثر ذریعہ مانا جاتا ہے۔ معنر بنی فلسفہ میں، (Critique of Pure Reason) "عقل کے اصولوں پر استوار ہے۔ (Empiricism) اور ایمپیریزم (Rationalism) علم کی حقیقت اور اس کا حصول ریشنلزم

اور (Intuition) مشرق میں علمیات کا زاویہ مختلف ہے۔ مشرقی فلسفے میں، جیسے ہندو دھرم، بدھ مت، اور اسلامی صوفی ازم میں، وجدان، اندرونی تجربہ "کو علم کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہاں علم کا حصول صرف عقل اور تجربے پر منحصر نہیں، بلکہ روحانیت "سراقبہ اور وجدان کو اہمیت دی جاتی ہے۔

- جیسے داحسلی (Meditation) "مشرق میں وجدان کی اہمیت زیادہ ہے، جہاں علم کا حصول دل کی صفائی، روح کی پاکیزگی اور "سراقبہ عملوں سے وابستہ ہے۔ بدھ مت میں "دھم پد" یا "چار نوبل سچائیاں" کے ذریعے انسان اپنی داحسلی بصیرت کو بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ حقیقت کو سمجھ سکے۔ اسلامی صوفی ازم میں بھی وجدان اور "ذکر" کے ذریعے انسان خدا کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔

وجود، علم اور حقیقت کا تصور

کے تصورات کی تنہیم میں اہم مشرق ہے۔ (Reality) اور حقیقت (Knowledge) علم، (Existence) معنربنی اور مشرقی فلسفے میں وجود

- معنربنی فلسفے میں، وجود کا تصور زیادہ ترمادی اور تجرباتی بنیادوں پر ہے۔ یہاں حقیقت کو تین طریقوں سے جاننا جاتا ہے: عقل کے تصور سے لے کر ہیگل کی "تاریخی ترقی" تک، معنربنی فلسفہ (Platonic Forms) "تجربہ، اور سائنسی تحقیق۔ انسانوں کے "خیالی شکلیں وجود کو مادی یا عقلی سطح پر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کی عقل اسے تجزیہ کرے، اور اس کا کوئی تجرباتی ثبوت بھی موجود ہو۔
- (Individual) اور "اتمان (Absolute Reality) "مشرق میں، وجود کا تصور زیادہ روحانی اور مابعد الطبیعیاتی ہے۔ ہندو فلسفہ میں، "برہمن کے درمیان تعلق ہے، جہاں ہر فرد کا وجود ایک اعلیٰ حقیقت کا عکس سمجھا جاتا ہے۔ "وحدت الوجود" کا فلسفہ بھی (Soul) مشرقی تصوف میں غالب ہے، جس میں یہ مانا جاتا ہے کہ حقیقت اور وجود کا تعلق ایک ہی بنیادی حقیقت سے ہے۔ مشرقی فلسفے میں حقیقت کو زیادہ تر داخلی تجربات، روحانیت اور وحدت سے سمجھا جاتا ہے۔
- علم کا تصور بھی مشرق اور مغرب میں مختلف ہے۔ مغرب میں، علم کو عقل، تجزیہ، اور سائنسی تحقیق سے حاصل کیا جاتا ہے، جہاں حقیقت کا علم بیرونی دنیا کے مشاہدے اور تجربے پر مبنی ہوتا ہے۔ کانٹ اور ہیگل جیسے فلسفیوں نے اس بات پر زور دیا کہ انسان کا علم اس کی ذاتی تجربات اور محدود تصورات سے مشروط ہے۔
- مشرق میں علم زیادہ تر داخلی سکون، روحانیت اور وجدان پر منحصر ہے۔ یہاں علم کا حصول زیادہ تر مراقبہ، تصوف اور روحانی تجربات کے ذریعے ہوتا ہے۔ بدھ مت اور صوفی ازم میں اس بات کو سمجھا جاتا ہے کہ علم کا اصلی سرچشمہ انسان کی روحانی صفائی اور اس کے اندرونی تجربات سے ہے۔

مجموعی طور پر، معنربنی فلسفہ میں علم اور حقیقت کا تصور زیادہ عقلی اور تجرباتی ہے، جبکہ مشرقی فلسفہ میں علم کی حقیقت اور وجود کا تصور زیادہ روحانی، داخلی اور وجدان پر مبنی ہے۔ دونوں روایتوں میں علیات اور مابعد الطبیعیات کے حوالے سے مختلف نقطہ نظر ہیں، لیکن دونوں کے درمیان یہ مشترک ہے کہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے انسان کی فطری تجسس اور جستجو اہمیت رکھتی ہے۔

4. اخلاقیات اور انسانی فطرت کے نظریات۔

معنربنی منردیت بہ مقابلہ مشرقی اجتماعیت

پرزور دیتا ہے، جہاں انسان کی ذاتی آزادی، حقوق اور خود مختاری کو (Individualism) معنربنی فلسفے میں اخلاقیات کا تصور منردیت، مرکز کی حیثیت دی جاتی ہے۔ معنربنی منکر، خاص طور پر جدید عہد میں، انسان کو ایک آزاد اور خود مختار شخصیت کے طور پر دیکھتی ہے کی اہمیت کو تسلیم کیا (Rights) اور "حقوق (Liberty)" جس کا مقصد اپنی ذاتی خوشی اور منافع حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس میں "حسرت" گیا ہے، جہاں منرد کا اخلاقی مندرض اپنی ذاتی خوشی اور منافع کو حاصل کرنا ہے، بشرطیکہ اس کا عمل دوسروں کی آزادی اور حقوق کی خلاف ورزی نہ کرے۔

- کا فلسفہ پیش کیا جس میں منرد کی خوشی کو سب سے بڑا مقصد مانا (Utilitarianism) "جان سیورٹ مل نے "مفیدیت" گیا ہے۔ اس کے مطابق، انسان کی آزادی اور ذاتی خواہشات کے احترام میں اخلاقی فیصلے کیے جاتے ہیں۔
- (Social) "معنربنی منردیت میں اخلاقی فیصلوں میں ذاتی منافع اور منرد کے حقوق کو ترجیح دی جاتی ہے۔" سوشل معاہدہ کے فلسفے میں بھی یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انسان اپنے انفرادی حقوق اور آزادی کو ریاست کے ساتھ معاہدہ کر کے محدود (Contract) کرتا ہے تاکہ اس کے معاشرتی منادات اور خوشحالی کا تحفظ ہو۔

کو اہمیت دی جاتی ہے، جہاں منرد کی منافع و بہبود کو گروہ کی منافع سے جوڑا جاتا ہے۔ مشرقی فلسفے (Collectivism) مشرق میں اجتماعیت، میں منرد کا کردار اجتماعی ذمہ داریوں کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے، اور اس میں منرد کی خوشی کا انحصار معاشرتی تعلقات، حناندان اور سماج کی منافع پر ہوتا ہے۔

- ہندو دھرم میں، "کارما" اور "دھرم" کا تصور ہے، جہاں فسر د کا عمل اس کے حساند ان اور سماج پر اثر ڈالتا ہے۔ یہاں فسر د کی فلاح کو دوسرے فسر اد کے حقوق اور فلاح سے جوڑا گیا ہے۔
- اسلامی فلسفہ میں بھی اجتماعی ذمہ داریوں پر زور دیا گیا ہے، اور انسان کو اپنے اہل حسانہ اور معاشرتی تعلقات کے ساتھ حبڑا ہوا تصور کیا گیا ہے۔

خیر و شر کا فلسفیانہ تجزیہ

مغربی فلسفہ میں خیر و شر کا تصور عموماً اخلاقی عقلیت پر مبنی ہوتا ہے، جہاں خیر وہ عمل سمجھا جاتا ہے جو انسان کی فلاح، خوشی اور حقوق کی حفاظت کرتا ہے، جبکہ شر وہ عمل ہوتا ہے جو فسر د یا معاشرتی نظام کی ترقی میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔

- کینٹ کے مطابق، اخلاقی فیصلے انسان کی عقل اور فانون کی بنیاد پر کیے جانے چاہئیں تاکہ وہ دوسروں کے حقوق کا احترام کریں۔ اس کے مطابق، انسان کی خوشی کارا ز اپنی آزادی کے اندر ہے، اور اس کی آزادی دوسروں کے حقوق کے احترام میں محدود ہوتی ہے۔
- نیچرل لاکے فلسفہ میں بھی خیر و شر کا تعلق انسان کے فطری حقوق اور عمل سے ہوتا ہے۔

مشرق میں خیر و شر کے تصور میں زیادہ روحانیت اور مابعد الطبیعیات کا اثر ہوتا ہے۔ یہاں خیر وہ عمل ہوتا ہے جو فسر د کو روحانی سکون، آزادی اور کائنات کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے، اور شر وہ عمل ہوتا ہے جو انسان کی روحانیت یا فطرت کے خلاف ہو۔

- اسلامی تصوف میں، خیر کا تصور خدا کی رضا اور روحانی سکون سے حبڑا ہوا ہے، اور شر کا تعلق انسان کے اندرونی نفس کی حیرابی سے ہے۔
- بدھ مت میں، خیر وہ عمل ہوتا ہے جو فسر د کو "زوان" تک پہنچاتا ہے، جبکہ شر وہ عمل ہوتا ہے جو دکھ اور تکلیف کی حالت میں مبتلا کرتا ہے۔

5. مذہب اور فلسفہ میں ہم آہنگی اور کشمکش.

تصادم یا امتزاج؟

مذہب اور فلسفہ دونوں کے درمیان ایک تاریخی کشمکش اور ہم آہنگی کا معاملہ رہا ہے۔ مغرب میں، جہاں فلسفہ نے عقل کو مرکزی حیثیت دی، وہاں مذہب کے تصورات کو عقلی بنیادوں پر چیلنج کیا گیا، اور اس کے نتیجے میں ان دونوں کے درمیان ایک تناؤ پیدا ہوا۔

- کانٹ اور نیچر جیسے فلسفیوں نے مذہب کے تصورات کو انسانی عقل سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، لیکن یہ دونوں ہمیشہ فلسفہ کی عقلی حدود سے باہر دکھائی دیتے تھے۔
- تاہم، بعض فلسفیوں نے مذہب اور فلسفہ کے درمیان ہم آہنگی کی بات کی۔ ہگل نے مذہب اور فلسفہ کے درمیان ایک دیالیکٹیکل تعلق کی وضاحت کی، جس میں مذہب انسان کے روحانی حقیقت کو سمجھنے کا ایک طریقہ ہے، اور فلسفہ اس کی تشریح فسر اہم کرتا ہے۔

مشرق میں، جہاں روحانیت اور مابعد الطبیعیات کی بنیاد پر مذہب اور فلسفہ کی روایتیں حبڑی ہوئی تھیں، دونوں میں زیادہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ یہاں مذہب اور فلسفہ ایک دوسرے کو تکمیل دیتے ہیں اور دونوں کا مقصد انسان کو "حقیقت" سے آشنا کرنا ہے۔

عصر حاضر میں ان نظریات کی معنویت

عصر حاضر میں، جہاں سائنسی اور تکنیکی ترقی نے فلسفے کے مفہوم کو مزید متعارف کرایا ہے، مذہب اور فلسفے کے تعلقات میں نئی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں ہیں۔

- مغرب میں، جدید دور میں سائنسی علم کی ترقی اور سیکولر ازم کے اثرات نے مذہب کو کمزور کر دیا ہے، اور اب مذہب اور فلسفے کے درمیان تصادم کی بجائے ایک مواصلت یا ادغام کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔
- مشرق میں، مذہب اور فلسفہ اب بھی ایک گہرا روحانی رشتہ رکھتے ہیں، اور اس کا مقصد انسان کو اپنی حقیقت، کائنات اور خدا کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے۔

یہ نظریات اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ اگرچہ مذہب اور فلسفے کے درمیان کشمکش رہی ہے، مگر دونوں کے درمیان ایک گہری ہم آہنگی اور مکالمے کی گنجائش بھی موجود ہے جو انسان کی فطری اور روحانی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔

خلاصہ

یہ مضمون مذہب اور فلسفے کے درمیان تعلق کو ایک تقابلی زاویے سے دیکھتا ہے، جہاں مغربی اور مشرقی روایتوں کو منکر، روحانی، اور اخلاقی سطح پر رکھا گیا ہے۔ مغرب میں عقلیت پسندی، انفرادی خودی اور عقلی برہان کو فوقیت حاصل ہے جبکہ مشرق میں روحانی مشاہدہ، تجربہ، اور اجتماعیت کو بنیاد بنا یا گیا۔ دونوں روایتیں ایک دوسرے سے مختلف لیکن کئی پہلوؤں سے ہم آہنگ بھی ہیں، جو عالمی منکر اور تہ میں ایک وسیع مکالمے کی گنجائش فراہم کرتی ہیں۔

حوالہ جات

ابن رشد، "تخصیص السعاده"، طاہرہ، دار المعارف، ۱۹۵۲۔

سقراط، افلاطون کے مکالمے، ترجمہ از ڈاکٹر حسن عسکری، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۱۔

کانٹ، "نقد عقل محض"، جبرمنی، ۱۷۸۱۔

بدھ، "دھرم پد"، ترجمہ از پروفیسر سریندر کمار، دہلی، ۱۹۹۹۔

رومی، "مثنوی معنوی"، دارالنور، ۱۳۷۵ھ۔

ہیگل، "فلسفہ تاریخ"، ترجمہ از اقبال یوسف، کراچی، ۲۰۱۰۔

مہاویر، "جین مت کے اصول"، بسینی: جین پبلی کیشنز، ۱۹۷۵۔

دکارٹ، "میں سوچتا ہوں اس لیے ہوں"، پیرس، ۱۶۳۷۔

علامہ اقبال، "تفکیر نو"، لاہور، شیخ عیسیٰ ایڈیشنز، ۱۹۳۰۔

نطشے، "ایسے کہا از دانشت"، جبرمنی، ۱۸۸۳۔

کنیوشس، "معتالات"، بیکنگہم پبلیشرز، ۱۹۷۲۔

ہٹامس ایکوییناس، "سائنس یولوجیا"، لندن، ۱۲۷۴۔

شمس تبریزی، "مفالات شمس"، ایران، ۱۳۵۰۔

راحب رم موہن رائے، "ویدانت کا خلاصہ"، کلکتہ، ۱۸۲۵۔

ارسطو، "مابعد الطبیعات"، ترجمہ از ڈاکٹر یوسف سلیم چشتی، لاہور، ۱۹۹۳۔

اشفاق احمد، "زاویہ"، لاہور: الفیصل ناشران، ۱۹۹۷۔

الفارابی، "آراء اہل المدینتہ الفاضلہ"، بیروت، ۱۹۸۶۔

کرشن مورتی، "زندگی اور شعور"، لندن، ۱۹۶۱۔

امام غزالی، "احیاء علوم الدین"، قاہرہ، ۱۹۰۳۔

داؤدی بوہرا روایات، "کتاب الحکمتہ"، کراچی، ۲۰۰۲۔